محترم جناب محمد سمیع اللہ صاحب۔ اسلام آباد

ملک حبشہ (ایتھوپیا) کے بے یار و مددگار مسلمان

(عالم اسلام کے لئے لمحۂ فکریہ)

ایتھوپیا (حبشہ) کا ملک براعظم افریقہ کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ اس کا کل رقبہ ۴۷۲۰۰۰ مربع میل سے
زہ ہے۔ افریقہ کا دسواں سب سے بڑا ملک ہے (رقبے میں فرانس سے دگنے سے زیادہ) اس کے مشرق میں جبوتی اور صمالیہ
ب میں کینیا اور شمال مشرق میں سوڈان واقع ہے۔ کل آبادی تیس ملین (تین کروڑ) اور دارالحکومت عدلیس ابابا ہے۔

ایتھوپیا کی تقریباً نوے فی صد آبادی ابھی تک زمینوں پر کام کرتی ہے۔ ملک کے گرم علاقوں میں کافی گنا اور کپاس
معتدل آب و ہوا کے علاقوں میں مکئی۔ گندم۔ تمباکو۔ آلو اور تیل کے بیجوں کی کاشت کی جاتی ہے۔ صنعت و حرفت ابھی ترقی
ابتدائی مراحل میں ہے۔ بڑی برآمدات میں کافی۔ کمایا ہوا چمڑہ کھالیں اور زندہ جانور وغیرہ شامل ہیں۔ ذرائع نقل و حمل
ے معمولی۔ خصوصاً دارالحکومت کی سڑکیں بڑی توجہ کی محتاج ہیں۔ یہ نتیجہ غالباً ملک کی سوشلسٹ حکومت کا ہے جسے
ء۱۹۷۴ میں رواج دیا گیا۔ فی کس آمدنی قریباً ۱۱۰ امریکی ڈالر ہے۔

ایتھوپیا میں اگرچہ متعدد زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن سرکاری زبان Amharic ہے۔ جو ایک
ی قبیلے امہارا کی مادری زبان ہے۔ یہ وہی قبیلہ ہے جس سے ایتھوپیا کے سابق بادشاہ ہیلی سلاسی تعلق رکھتے تھے
پیا میں بولی جانے والی دیگر زبانوں میں اورمو (جو کہ مسلمان اکثریتی قبیلہ کی زبان ہے) کے علاوہ انگریزی بھی شامل
ہو وسیع پیمانے پر استعمال ہوتی ہے۔ بہت سے علاقے میں عربی اور اطالوی زبانیں بھی بولی جاتی ہیں۔ اور اریٹریا کے
، والے بیشتر ٹگرو گنا استعمال کرتے ہیں۔

ہیلی سلاسی کے زمانے میں دنیا ایتھوپیا کو ایک عیسائی ملک کی حیثیت سے جانتی تھی لیکن اب اس پر لفٹیننٹ
ل منجستو ہیلی مریم اور اس کی تنظیم "ڈیرگو" کا ظالمانہ اقتدار قائم ہے جس نے اسے کمیونسٹ کیمپ میں دھکیل دیا ہے
قیقت یہ ہے کہ اس ملک کے پسے ہوئے عوام کی اکثریت مسلمان ہے۔ مسلمان ایتھوپیا کی کل آبادی کا ۶۵ سے
۷۰ فیصد تک حصہ ہیں۔ لیکن حکومت اور عیسائی حلقے اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے۔ تاہم جنرل امان میاجلے فوسٹ

چیمبرین آف دی دیرگو نے ہیلی سلاسی کو اقتدار سے محروم کرنے کے بعد اپنی پہلی بین الاقوامی کانفرنس میں اس امر کا اعتراف کیا کہ ایتھوپیا میں مسلمانوں کی آبادی ۵۵ فیصد سے زیادہ ہے۔ ایتھوپیا کے ایک وفد نے ۱۹۷۵ء میں اسلامی کانفرنس کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس کی رکنیت حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن چونکہ وفد کانفرنس کے اجلاس جدہ میں دیر سے پہنچا تھا لہٰذا یہ موقع ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اس کے بعد ایتھوپیا کی حکومت نے اسلامی کانفرنس میں شمولیت کی کوئی سعی نہیں کی (حقیقت یہ ہے کہ اس کے بعد جنرل امان ایک فوجی انقلاب میں مارا گیا کیونکہ وہ اریٹریا کے بارے میں حقیقت پسندانہ پالیسی کا حامی تھا) اس کے بعد امریکہ کے رسالے ٹائم نے بھی یہ تسلیم کیا کہ ایتھوپیا میں مسلمانوں کی آبادی ساٹھ فی صد ہے اور وہ وہاں واضح اکثریت رکھتے ہیں۔ لیکن ایتھوپیا کے مسلمانوں کی یہ اکثریت وہاں کے بے رحم ناآشنا مارکسی نظام کے شکنجے میں پڑی کراہ رہی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایتھوپیا میں مسلمانوں کو پہلے سے طے شدہ لیکن انتہائی خفیہ منصوبے کے تحت مادی اور ثقافتی بیخ کنی کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اور بڑے افسوس کی بات یہ ہے کہ دنیا کے مسلمان ممالک ایتھوپیا میں اپنے ان بے یار و مددگار بھائیوں کی مظلومی، بے بسی اور زبوں حالی کا تماشا دن رات اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور ٹس سے مس نہیں ہوتے۔

<u>اریٹریا کا المیہ</u> تاریخی نقطہ نظر سے اریٹریا ایک اسلامی ملک ہے جسے اپنے اسلامی تشخص کے باعث مغرب کے نوآبادیاتی نظام کا شکار ہونا پڑا۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد یہ علاقہ اقوام متحدہ کا جس پر ان دنوں مغربی ممالک کا قبضہ تھا تولیتی علاقہ قرار پایا۔ ان دنوں اریٹریا کے لوگ یہ چاہتے تھے کہ انہیں اپنا حق خود اختیاری استعمال کرنے کا موقع دیا جائے جب کہ اقوام متحدہ کا مغربی گروپ اس مسلم سرزمین کو ایک حد تک خود مختارانہ اختیارات کے ساتھ ہیلی سلاسی کی نوآبادیاتی حکومت سے منسلک کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ ایتھوپیا کو جو چاروں طرف خشکی سے گھرا ہوا ہے اریٹریا کو سمندری بندرگاہوں تک رسائی حاصل ہو جائے۔ لیکن اریٹریا والوں کے لئے اقوام متحدہ کی مجوزہ یہ خود مختاری محض ایک مذاق ثابت ہوئی۔ کیونکہ ایتھوپیا میں شامل ہو جانے کے بعد انہیں ذرعی غلام اور ان کے ملک کو شاہ کی ذاتی جاگیر سمجھا جانے لگا۔ اور ستمبر ۱۹۶۲ء میں ہیلی سلاسی نے اقوام متحدہ کی قرارداد کو پس پشت ڈالتے ہوئے اعلان کر دیا کہ اریٹریا اس کی سلطنت کا ایک حصہ ہے۔ اور اس طرح اسے بالجبر ایتھوپیا کے ساتھ شامل کر لیا۔ افسوس ہے کہ مسلمانان اریٹریا کے حقوق کی اس شرمناک پامالی پہ نہ صرف یہ کہ پوری دنیا اور اقوام متحدہ بلکہ مسلمان ممالک کی اکثریت بھی منہ میں گھنگنیاں ڈال کر بیٹھی رہی جس کے لئے اسے کسی صورت میں معذور نہیں سمجھا جا سکتا۔

اریٹریا کی حقیقی جدوجہد آزادی کا آغاز ۱۹۶۲ء سے ہوا جو اب تک بڑی بہادری اور صبر و تحمل کے ساتھ جاری ہے۔ مجاہدین آزادی نے اس امر کا پختہ عزم کر رکھا ہے کہ جب تک مکمل فتح حاصل نہیں ہو جاتی چین

کا سانس نہیں لیا جائے گا۔ بادشاہ ہیلی سلاسی کے زوال کے بعد ایتھوپیا نے امریکی سرپرستی سے منہ موڑ لیا ہے اور اب اس کی فوجی آمریت نے جسے "ڈیرگ" کہا جاتا ہے ملک کو پورے طور پر مارکسی طاقتوں کے کنٹرول میں دے دیا ہے۔

اری ٹیریا کے مسلم عوام بڑی بے جگری اور پامردی سے ایتھوپیا کی ظالمانہ فوجی تسلط کا مقابلہ کر رہے ہیں اس کا اندازہ اس حقیقت سے کیا جا سکتا ہے کہ اب تک ستر ہزار سے زائد افراد آزادی کی قربان گاہ پر اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ بعض مسلم ممالک جو انہیں اخلاقی طور پر سہارا دینے کے ساتھ ساتھ مادی طور پر بھی ان کی مدد کرتے ہیں، لیکن ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ مادی وسائل و ذرائع کی کمی کے علاوہ ایک اور اہم عامل جو ایتھوپیا کی حکومت کو مجاہدین آزادی پر برتری بخشتا ہے وہ مسلمان رہنماؤں کا آپس کا اختلاف ہے جو تا حال موجود ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہمارے اری ٹیریا کے رہنے والے بھائی اس حقیقت کا احساس کریں کہ آخری فتح کا حصول متحدہ کوششوں اور اچھی طرح سوچ سمجھ کر پوری منصوبہ بندی کے ساتھ کئے گئے اقدام کے بغیر ممکن نہیں۔ اور وقت بڑی تیزی سے ان کے ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ اری ٹیریا کا مسئلہ اقوام متحدہ اور اسلامی کانفرنس میں اٹھایا جائے۔ کام جتنا جلد کیا جائے اتنا ہی بہتر ہوگا۔ ساتھ ہی ساتھ اری ٹیریا کے مسلم مجاہدین کو (جن کی تعداد تقریباً پچاس ہزار جنگجو جوان ہیں) ہر ممکن مادی مدد بھی دی جانی چاہئے تاکہ وہ اپنے ملک پر غاصبانہ قبضہ کرنے والوں کے خلاف اپنی مسلح جدوجہد قطعی نتائج حاصل ہونے تک جاری رکھ سکیں۔

اس سلسلہ میں نامناسب نہ ہوگا کہ یہاں صومالیہ کے المیے کا ذکر کر دیا جائے۔ گذشتہ صدی کے دوران جب یورپ کے طالع آزما ایسی جوع الارض کی تسکین کے لئے افریقہ پہنچے تو انہوں نے صومالیہ کی آزاد و خود مختار قوم کو اپنی نوآبادی بنا لیا۔ صومالیہ کے لوگ آگیدن نامی علاقے میں رہتے تھے ان کے علاقوں کو اس وقت کی غیر ملکی طاقتوں نے توڑ پھوڑ کر ایتھوپیا اور کینیا کے اندر شامل کر دیا۔

جس وقت ۱۹۶۰ء میں صومالیہ کا ٹکڑوں میں بٹا ہوا ملک آزاد ہوا تو اس وقت سے صومالی لوگ یہ امید رکھتے تھے کہ کبھی نہ کبھی وہ ایتھوپیا کے نوآبادیاتی تسلط سے آزاد ہو کر دوبارہ صومالیہ اپنی مادر وطن کے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔ لیکن بھاشہ کے غیر ملکی فوجیوں خصوصاً کیوبا کے سپاہیوں کی مدد سے اب ایتھوپیا کی فوجی آمریت نے صومالیہ کی سرحد کے قریب ڈیرے ڈال لئے ہیں۔ اوگیدن میں صومالی عوام کو انتہائی سفاکانہ قتل عام کا نشانہ بنانے کے ساتھ ساتھ خود صومالیہ کی سرحدوں کے اندر گھس کر اس کے دیہات پر ہوائی جہازوں کے ذریعے بمباری کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔

روس کے انسانی احساسات سے عاری حکمران اپنی بے پایاں فوجی طاقت کے نشے میں بدمست ہو کر اپنے جدید ترین اسلحہ کے ذریعہ افغانستان اور ایتھوپیا کے نہتے مسلمان عوام کی نسل کشی کی مہم میں مصروف ہیں۔ انہوں نے

دونوں ملکوں میں اپنے پٹھوؤں کو اقتدار کی کرسی پر بٹھا رکھا ہے۔ اور "کمیونسٹ لیڈروں کی حمایت" کے بہانے مسلم عوام کو انتہائی سفاکانہ "دہشت و بربریت کی حکمرانی" کا نشانہ بنا رکھا ہے۔ انیسویں صدی میں ایتھوپیا کے عیسائی شہنشاہ بادشاہ مغربی ممالک سے اسلحہ یہ کہہ کر لیتے تھے کہ "اسلام کی بیخ کنی اور عیسائیت کی اشاعت" ہمارا مقصد زندگی ہے۔ لیکن اب وہاں کی فوجی جنتا جنگی ساز و سامان کے بڑے بڑے ذخائر عیسائیت کی اشاعت اور اسلام کی تباہی کے نام پر حاصل نہیں کرتی بلکہ اب ان کے حصول کا مقصد "کمیونزم کی تعمیر و ترقی" بتایا جاتا ہے۔ بہرحال دونوں دعووں کا آخری نتیجہ ایتھوپیا میں مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا منظر آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔ لیکن کچھ کرنے کی سکت نہیں رکھتیں۔ اس سے زیادہ دردانگیز اور شرمناک بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ عربوں کے مالی وسائل و ذرائع بڑی خاموشی کے ساتھ "کمیونزم کی تعمیر کے نام پر" اسلام کی بیخ کنی اور مسلمانوں کی تباہی و بربادی کی ناپاک مہم میں زیر استعمال لائے جا رہے ہیں۔

مسلمانوں کی افسوسناک اور ناگفتہ بہ حالت قریباً بیس سال پہلے ایتھوپیا کے پڑھے لکھے مسلمانوں کی تنظیم "مسلم یوتھ لیگ آف ایتھوپیا" نے وہاں کے مسلمانوں کی زبوں حالی کے بارے میں ایک مصدقہ مضمون جاری کیا تھا جو اس وقت کے ماہنامے "اسلامک ریویو" لندن میں چھپا تھا۔ یہ مضمون وہاں کے مسلمانوں کو بنیادی انسانی حقوق سے محروم کرنے کی ایک دل شکن داستان تھی اس میں بتایا گیا تھا کہ کس طرح انہیں طاقت کے ذریعے عیسائیت اختیار کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ کس طرح مسلمانوں کے شہروں میں سرکاری طور پر گرجے تعمیر کئے جاتے ہیں۔ اور کس طرح مختلف حیلے بہانوں سے مسلمانوں کی جائیدادیں اور زرخیز زمینیں ہتھیالی جاتی ہیں۔ مسلمانوں کو تعلیمی اور معاشی مواقع اور سہولتوں سے محروم رکھا جاتا ہے۔ انہیں حکومت میں کوئی نمائندگی نہیں دی جاتی۔ ان کے مذہب، زبان اور ثقافتی روایات کو ختم کرنے اور انہیں گھاس کھودنے اور پانی کھینچنے والوں کی سطح پر پہنچانے کے لئے ان کے خلاف امتیازی پالیسیاں اور طور طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔

یہ مضمون جو زیر نظر سطور کے مصنف کی کوششوں سے یعنی دیگر اسلامی رسائل میں بھی نقل کیا گیا ہے آنکھیں کھول دینے والا ہے۔ اور اس امر کا مستحق ہے کہ ہر وہ شخص اس کا مطالعہ کرے جو امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے مفاد کو عزیز رکھتا ہو کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائیوں کی بھلائی اور ان کے معاملات سے دلچسپی نہیں رکھتا وہ ہم میں سے نہیں۔ لہٰذا ہمیں ان مسلمانوں کے مستقبل کے بارے میں لاتعلقی اور بے پرواہی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے جو اسلام کی الگ تھلگ اور بیرونی چوکیوں میں رہتے ہیں۔ یہ دنیا کے ہر باشعور اور حساس مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایتھوپیا کی مغلوب اور بے بس ہوتی مسلمان اکثریت کے مبنی بر انصاف موقف کی حمایت کرے۔ اگرچہ ایتھوپیا میں مسلمانوں کے حکمران بدل گئے ہیں

لیکن اس سے ان کی بدقسمتی اور افسوسناک حالات میں جن کا حوالہ مذکورہ بالا مضمون میں دیا گیا ہے کوئی نمایاں تبدیلی نہیں آئی۔ پہلے یہ تند خو اور سرپھرے پادریوں کے قدموں میں پڑے کراہ رہے تھے جنہوں نے ایتھوپیا کو ایک جنگجو عیسائی ریاست کی شکل میں تبدیل کر رکھا تھا اور اب وہ مارکسسٹوں کے رحم و کرم پر ہیں جو ہر پہلو اور ہر اعتبار سے بنیادی طور پر عیسائی ہیں لیکن رکھ نے کولا دینیت کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں۔

ایتھوپیا کے مسلمان جو ہیلی سلاسی کی اسلام دشمن پالیسیوں سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے انقلاب کے بعد فوجی حکومت کی حمایت میں مظاہرہ کیا لیکن ان کی غلط فہمی جلد ہی دور ہو گئی۔ کیونکہ حکومت نے ان کی حمایت کو اپنا اقتدار مضبوط کرنے کے لئے استعمال کیا۔ حکومت کی غیر منصفانہ پالیسیوں کے خلاف ہر احتجاج اور اس کی رائے سے ذرہ برابر اختلاف کو "ریڈ ٹیور"[ے] کے ذریعے پوری سختی کے ساتھ کچل دیا گیا۔ حتیٰ کہ مساجد کے اندر پر امن مذہبی اجتماعات کی اجازت نہیں دی جاتی مبادا مسلمانوں میں اسلامی شعور پیدا ہو جائے اور وہ طاقت پکڑ لیں۔

ے ٹائمز لندن کا خصوصی نامہ نگار ہیمز ایوک ۲۲ مارچ ۱۹۷۶ء کی اشاعت میں رقم طراز ہے:۔

"ریڈ ٹیور (خون آشام انقلابی گروہ) جنہیں ایتھوپیا کی حکومت نے کھلے بندوں اکسایا تھا جنونیوں کی طرح عدیس ابابا میں گشت کر رہے ہیں۔ جس رات میں اس ڈائری کا آغاز کر رہا ہوں اس رات تقریباً ایک سو افراد جن میں بچے بھی شامل ہیں موت کے گھاٹ اتار دیے جائیں گے۔ یہ عمل اسی طرح ہر روز رات کو دہرایا جاتا ہے۔ میں نے ایک دوست سے پوچھا کہ بڑی مسجد کے امام صاحب تو خیریت سے ہیں؟ اس نے نفی میں جواب دیتے ہوئے مجھے بتایا کہ چند دن پہلے قتل کرنے والے پانچ مشہور سرکاری دستوں میں سے ایک نے امام صاحب کے دروازے پر دستک دی اور ان کے چودہ سالہ لڑکے کو بلایا اور بغیر کوئی وجہ بتائے اسے اپنے ساتھ لے گئے۔ چار گھنٹے کے بعد جب انہوں نے اس کی لاش واپس کی تو تشدد کے باعث وہ بالکل مسخ ہو چکی تھی۔ آنکھیں باہر نکلی ہوئی تھیں اور جسم بجلی کے جھٹکوں سے جل چکا تھا۔

امام صاحب کو حکم دیا گیا کہ وہ بچے کی لاش وہیں پڑی رہنے دیں جہاں قاتل دستے نے اسے گلی میں عوام کے دیکھنے کے لئے ڈال دیا گیا تھا۔ چار گھنٹے کے بعد قاتل دستہ واپس آیا اور لاش اٹھا کر عوام کے کسی قبرستان میں لے گیا چند دن کے بعد ایک اور بیٹے کو لے گئے جو ابھی جیل میں زندہ ہے۔

دس دن پہلے شام کی نماز کے وقت ایسا ہی ایک قاتل دستہ ایک چھوٹی مسجد کے باہر آ کر رکا۔ یہ مسجد عدیس ابابا کے شمالی حصے میں واقع ہے۔ جب ایک ستر سال سے زائد عمر کے بوڑھے نے مسجد کا دروازہ کھولا اور قریب کھڑے ہوئے سپاہی سے پوچھا کہ کیا لوگ اپنے گھروں کو جا سکتے ہیں۔ کیونکہ نماز ختم ہو چکی ہے۔ تو اس سپاہی نے اس کے منہ پر ایک ضرب ارسید کی اور اسے زمین پر گرا دیا۔ پھر اس سپاہی نے بے دریغ نمازیوں پر فائرنگ شروع کر دی جس سے کم از کم ۲۵ آدمی شہید ہو گئے۔

عدیس ابابا کی نیو مارکیٹ کے علاقے میں واقع ایک چھوٹی سی مسجد میں تقریباً ایک سو افراد مذہبی بات چیت سننے کے لیے جمع تھے کہ سپاہیوں نے مسجد کے اندر داخل ہو کر بلا تامل ان پر فائر کھول دیا۔ ۲۵ افراد موقع پر شہید ہو گئے اور اس سے کہیں زیادہ زخمی ہوئے۔ جامع مسجد کے امام صاحب کے دو بیٹے اس جھوٹے الزام کی بنا پر قتل کر دیئے گئے کہ وہ حکومت کے مخالف ہیں۔ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد کمیونسٹ انقلاب کے بعد Red Terror کی تحریک میں قتل کی گئی۔ مقتولین کی لاشیں کئی کئی دن تک سڑکوں کے کنارے اور کھلے مقامات پر بکھری پڑی رہیں اور انہیں دفن کرنے کی اجازت نہ ملتی۔ یہ واقعات ۱۹۷۸ء سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن اب حکومت کو سیاسی استحکام (جو روس کے اسلحے اور مغربی طاقتوں کے سرمائے کے طفیل حاصل ہوا ہے۔ کیونکہ مغربی طاقتیں ایتھوپیا کی فوجی ہنٹا کو اقتصادی امداد کے ٹیکے لگا کر سہارا دے رہی ہیں جس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ اہارا خاندان کے نوآبادیاتی نظام کو برقرار رکھا جائے) حاصل ہو جانے کے باعث حالات نسبتاً بہتر ہو گئے ہیں۔ چنانچہ اب

جب نمازی بالآخر مسجد سے باہر نکلے تو وہ اپنے ساتھ کچھ زخمیوں کو بھی لائے۔ لیکن ہسپتال والوں نے یہ کہہ کر انہیں لینے سے انکار کر دیا کہ یہ لوگ انارکسٹ (نراجیت پسند) اور رجعت پسند ہیں جو جاگیرداروں اور شہنشاہیت کی حمایت کر رہے ہیں۔ چنانچہ مزید دس افراد اپنے زخموں کے باعث انتقال کر گئے۔

بڑی مسجد کے امام صاحب کو بھی مارا گیا جس سے وہ زمین پر گر گئے۔ بظاہر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی ہو۔ لیکن کچھ دیر کے بعد وہ ہوش میں آ گئے اور اٹھ بیٹھے۔ جب اس واقعے کا علم فوجی حکومت کو ہوا تو اس نے امام صاحب کو بلایا۔ اور افسوس کا اظہار کیا۔ انہیں کہا گیا " کیا یہ بات خوفناک نہیں کہ انارکسٹ تمہاری مسجد میں ہجوم کر کے آئے اور بے گناہ لوگوں کو ہلاک کر دیا۔

بوڑھے امام نے جواب دیا " ہمارے علاقے میں کوئی انارکسٹ نہیں ہے۔ یہ سب کچھ تم نے کیا ہے لیکن کیوں؟ مسجد میں صرف غریب اور سادہ لوگ تھے جو ہاتھوں میں قرآن لئے کھڑے تھے۔ ہم بارش اور رزق کے لئے اللہ سے دعا کر رہے تھے۔ اس کے باوجود تم نے ان میں سے پچاس آدمی قتل کر دیئے۔ کیوں؟

اس کا انہیں کوئی جواب نہ ملا۔ تاہم انہیں گھر جانے کی اجازت دے دی گئی۔ لیکن اگلے دن خونی دستہ انہیں پھر بلا کر لے گئے اور اس وقت سے ان کے بارے میں کچھ پتہ نہیں کہ کہاں ہیں اور کہاں نہیں۔ جیلیں بھری ہوئی ہیں لوگوں کو بلا امتیاز پکڑا جاتا ہے۔ اور گولی مار دی جاتی ہے۔ سڑکوں پر پڑا خون تیل کی طرح گاڑھا ہو گیا ہے جو ابھی تک وہاں موجود ہے۔"

کھلی خون ریزی کا سلسلہ بند کردیا گیا ہے۔

اگرچہ سوشلسٹ فوجی جنتا نے دکھاوے کے لئے مسلمانوں کو کچھ رعائتیں دی ہیں جیسے دونوں عیدوں اور عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر تین دن کی چھٹی اور بعض مقامات پر مسجدیں تعمیر کرنے کی اجازت۔ لیکن اس کے دیگر اقدامات سے مسلمانوں کے مفادات پر شدید ضرب پڑی ہے۔ اور انہیں غیر معمولی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ حکومت نے مسلمانوں کے لئے اقتصادی خوشحالی کے رہے سہے ذرائع بھی مسدود کر دیئے ہیں اور ان پر ایک ایسا مذہب دشمن نظام مسلط کر دیا ہے جو اسلام تو کیا کسی مذہب کو بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ مسلمان اپنا اسلامی تشخص ظاہر کرتے ہوئے اور اپنے ساتھی خصوصاً باہر سے آئے ہوئے مسلمان بھائیوں سے میل جول رکھتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ ہیلا سلاسی کے دور میں مسلمان خاص خاص مواقع پر جیسے عید الفطر اور عید الاضحیٰ وغیرہ، اسلامی مطبوعات شائع کر لیا کرتے تھے جس کی اب انہیں اجازت نہیں۔ حتیٰ کہ قرآن مجید اور اسلامی کتابوں کی درآمد پر بھی سخت پابندی ہے۔ قرآن مجید کا امہری ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اصل عربی متن چھاپنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اب پوری جدید تعلیم امہری اور انگریزی زبانوں میں دی جاتی ہے۔ اور عربی تدریس کی، مسلمانوں کے چند سکولوں میں بھی جو وہاں موجود ہیں۔ بڑے غیر محسوس طریقوں سے حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔

دوبارہ آباد کاری کے منصوبے اور خواندگی کی مہم فوجی حکومت کے ان دونوں اقدامات کا مقصد مسلمان آبادی کو بیخ و بن سے اکھاڑنا۔ ان کی عددی اکثریت کو کم کرنا اور ان لوگوں پر امہاری زبان کو ٹھونسنا ہے جو اسے پسند نہیں کرتے۔ "دوبارہ آباد کاری" کے منصوبے جن کا اطلاق خصوصیت کے ساتھ مسلمان اکثریت والے علاقے پر کیا جا رہا ہے۔ تاکہ ان علاقوں کی مسلم آبادی کو اکھاڑا جائے۔ اور ان کی جگہ عیسائیوں کو آباد کیا جائے۔ ان منصوبوں کی وجہ سے بہت سے ایتھوپی مسلمان بھاگ کر سوڈان میں چلے گئے ہیں۔ کیونکہ انہیں ان کی زرخیز زمینوں سے نکال کر جنگلوں اور بنجر زمینوں پر بھیج دیا جاتا ہے۔ اور سرکاری فارموں پر کام کرنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے۔

ایتھوپیا کی فوجی جنتا (Junta) نے مسلمانوں کی سرزمین اورومیوں Oromo میں تیس لاکھ سے زائد عیسائی امہاراوں کو بسانے کا ایک خطرناک منصوبہ شروع کیا ہے اور اب تک قریباً دس لاکھ امہارا وہاں آباد کئے جا چکے ہیں۔ جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کی اس سرزمین" اورمیو" میں عیسائی امہاراوں کی آباد کاری کے لئے سرمایہ بعض مسلم عرب ممالک کی جانب سے فراہم کیا جا رہا ہے۔ حالاں کہ کسی مسلمان ملک کی جانب سے ایتھوپیا کی فوجی جنتا کو امداد دینا ایتھوپیا میں امت مسلمہ کو تباہ کرنے میں

مدد دینا کے مترادف ہے۔

ایتھوپیا کے موجودہ نظام تعلیم کا بنیادی مقصد عوام کو مارکسزم کے ملحدانہ نظریے کا پیرو بنانا ہے۔ اس پروگرام کے تحت پچپن سال تک کی عمر کے تمام مردوں اور عورتوں سے یہ تقاضا کیا جاتا ہے کہ وہ ہفتے اور اتوار کے دن لازمی کلاسوں میں حاضر ہوں جہاں انہیں امہاری زبان اور ابتدائی ریاضی وغیرہ پڑھائی جاتی ہے۔ یہ نصاب سات سمسٹروں پر پھیلا ہوا ہے۔ جو چار مہینے کی مدت میں پورے ہوتے ہیں۔ ہر سمسٹر کے آخر میں امتحان لیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، ان کلاسوں سے غیر حاضر رہے یا امتحان میں نہ بیٹھے تو اسے کمیونز Communes کے ذریعے سزا دی جاتی ہے۔ خواندگی کی اس مہم کے ذریعے عوام کو سوشلزم کے تابع بنایا جا رہا ہے۔

اگرچہ تمام سکول قومیا لئے گئے ہیں لیکن عیسائیوں کو اجازت ہے کہ وہ اپنے سابق مشن سکولوں میں بائبل کی تعلیم دیں جب کہ یہ سہولت مسلمانوں کو حاصل نہیں کیونکہ پورے ملک مسلم سکولوں کی تعداد انتہائی تھوڑی ہے۔ ایتھوپیا میں عیسائیت کے تبلیغی مراکز کو بیرونی ممالک سے گراں قدر مدد بھی ملتی ہے۔ لیکن خوف کے مارے مسلمان جو خوش حال مسلم ممالک کی فوری امداد کے محتاج ہیں ہر قسم کی اعانت اور توجہ سے محروم ہیں۔ حتیٰ کہ خود ان کے اوقاف سے جو آمدنی ہوتی ہے اس پر بھی حکومت نے قبضہ کر لیا ہے۔

مساجد اور سکولوں کی ناگفتہ بہ حالت | عدیس ابابا کی مرکزی جامع مسجد (انوار مسجد مارکیتو) کو اس کے گراؤنڈ فلور پر واقع دکانوں کے کرائے سے اچھی خاصی رقم حاصل ہوتی تھی۔ لیکن اب یہ رقم بھی اسے نہیں ملتی۔ مسجد کمیٹی کو اپنے سالانہ بجٹ کے لئے اس رقم کا بہت تھوڑا حصہ ملتا ہے۔ جس سے وہ بمشکل امام صاحب کی تنخواہ اور مسجد کی معمولی مرمت وغیرہ کے اخراجات پورے کرتی ہے۔ مسجد کے اس معمولی بجٹ میں کچھ اضافہ کی رقموں اور عطیات وغیرہ سے ہو جاتا ہے۔ مسجد کے قریب استنجا خانوں وغیرہ کی حالت جہاں ہر وقت نمازیوں کی آمد و رفت جاری رہتی ہے۔ افسوسناک حد تک خراب ہے۔ اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ مساجد کے قریب استنجا وغیرہ کے لئے معقول انتظامات کئے جائیں تاکہ نمازیوں کے جسم اور کپڑے گندگی سے محفوظ رہیں۔ جو موجودہ حالات میں ممکن نہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت لیبیا ایتھوپیا کو مساجد کی مرمت اور تجدید کے لئے کچھ رقم دینا چاہتی تھی لیکن حکومت ایتھوپیا کی سرد مہری اور ٹال مٹول والے رویے کے باعث اس تجویز پر ابھی تک عمل نہیں ہو سکا۔ ہماری رائے میں مناسب یہ ہے کہ تمام مسلمان ممالک متحد ہو کر اسلامی سیکریٹریٹ جدہ کے ذریعے اس مسئلے کو اٹھائیں تاکہ ایتھوپیا کے مسلمان اپنا اسلامی تشخص برقرار رکھنے کے لئے معقول مقدار میں مالی امداد حاصل کر سکیں۔

نئی مساجد تعمیر کرنے کا تو کیا ذکر، ایتھوپیا کے مسلمان اتنے وسائل بھی نہیں رکھتے کہ اپنی پرانی شکستہ مساجد ہی کی مرمت کر سکیں۔ عدلیس ابابا کی بعض چھوٹی پرانی مساجد شکستگی کے باعث لرزتی ہیں۔ ان کی ایسی ناگفتہ بہ حالت دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ کہ اللہ کے گھر کی یہ درگت! کوئی نہیں جو ان کی کبھی کبھی مرمت ہی کرا دے۔ نہ وہاں استنجا کے لئے کوئی جگہ ہے نہ وضو کرنے کا انتظام۔ کئی مساجد میں قرآن مجید کی تعلیم کے لئے مکاتب تو ہیں لیکن ان کی جگہ اتنی تھوڑی ہے کہ بچے وہاں جانوروں کی طرح ٹھس ٹھسا کر بیٹھنے پر مجبور ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں روشنی، ہوا کی آمد و رفت اور طلبہ کے لئے چٹائیوں کا بھی کوئی انتظام نہیں۔ ایسے ماحول میں وہاں تعلیم اور درس و تدریس کا معیار کیا ہوگا۔ اس کا اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں۔

ایتھوپیا کے پورے ملک میں مسلم سکولوں کی تعداد صرف چھ ہے۔ جن میں سے تین عدلیس ابابا میں اور ایک ایک ہرار، دالو اور اسامرا میں واقع ہے۔ ان سکولوں میں وزارت تعلیم کے منظور شدہ نصاب کے ساتھ ساتھ قرآن مجید، چالیس احادیث اور ابتدائی فقہ کے علاوہ عربی زبان کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ اسلامی مضامین جیسے ریاضی، تاریخ اور سائنس وغیرہ کی تعلیم امہری زبان میں دی جاتی ہے۔ ان سکولوں میں اسلامی تعلیم کا معیار بہت پست ہے۔ علاوہ ازیں یہ پانچ یا چھ جونیئر سکنڈری مسلم سکول پورے ملک کے مذہبی اور تعلیمی تقاضے پورے نہیں کر سکتے۔ ان سکولوں کے تعلیم یافتہ طلبہ اتنی اہلیت نہیں رکھتے کہ مساجد میں امامت یا خطابت کے فرائض ادا کر سکیں۔ درحقیقت ان اداروں کو مدرسے یا سکول کہنا ہی غلط ہے۔ ان نام نہاد مسلم سکولوں میں قرآن مجید، حدیث اور فقہ کی تعلیم، اضافی مضامین کی حیثیت سے ہفتے میں بس ایک دفعہ یا دو دفعہ دی جاتی ہے۔

ایتھوپیا کے داخلی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے مناسب یہ ہوگا کہ ایک اسلامی کالج یا یونیورسٹی پڑوسی ملک جبوتی میں قائم کی جائے۔ جہاں ایتھوپیا کے پانچ ہزار مسلمان باشندے جلاوطنی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اس کالج میں ان کو اس طرح تربیت دی جائے کہ یہاں سے یہ محقق اور مبلغ بن کر نکلیں۔ تاکہ آخر کار جب کبھی حالات سازگار ہوں اور یہ لوگ اپنے ملک کو لوٹیں تو وہاں صحیح معنوں میں دین کی خدمت کر سکیں۔

ایتھوپیا میں حالات کی اصلاح و درستی کے لئے اس امر کی شدید اور فوری ضرورت ہے کہ وہاں غیر ممالک سے اساتذہ اور علماء بھیجے جائیں۔ لیکن افسوس ہے کہ وہاں کی حکومت اپنے ملک میں نہ اسلامی سرگرمیوں کی اجازت دیتی ہے نہ کسی قسم کی انجمن سازی کی اور نہ وہاں کے مسلمان طلبہ ہی کو یہ اجازت دیتی ہے کہ وہ غیر ممالک میں جا کر اعلیٰ دینی تعلیم حاصل کریں۔ صرف چند طلبہ ایسے ہیں جو عمرہ یا حج کے بہانے ملک سے نکلے اور سعودی عرب میں جا کر وہاں کسی اسلامی ادارے میں داخلہ لے لیا۔ لیبیا، سوڈان اور یمن جیسے عرب ملک جو ایتھوپیا سے دوستانہ تعلقات رکھتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہاں کی حکومت پر اپنا اثر و رسوخ استعمال

کریں کہ وہ مسلمانوں کو کم از کم اتنی اجازت ضرور دے کہ وہ اپنے دینی قوانین اور معمولات بغیر کسی خوف اور رکاوٹ کے بجالا سکیں۔

حج پالیسی | ایتھوپیا کے کل چودہ صوبوں میں سے مسلمان بارہ صوبوں میں اکثریت رکھتے ہیں اور صرف دو صوبے یعنی گندار اور گوجام ایسے ہیں جہاں عیسائی اپنی اکثریت کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ دو کروڑ مسلمانوں کی اکثریتی آبادی رکھنے والے اس ملک میں زیادہ سے زیادہ تعداد پانچ سو سے ہے کہ جبکہ سونک ہے [۱] ایتھوپیا کی موجودہ انقلابی حکومت نے اپنے ابتدائی ایام میں مسلمانوں کو نئی مساجد تعمیر کرنے کی اجازت دی تو اس کے نتیجے میں قریباً ستر مساجد تعمیر ہوئیں۔ لیکن اب یہ اجازت واپس لے لی گئی ہے۔ ایتھوپیا سے ہر سال قریباً ایک سو افراد حج کے لئے آتے ہیں لیکن انہیں کسی قسم کا کوئی غیر ملکی زرمبادلہ فراہم نہیں کیا جاتا۔ وہ اپنے ساتھ گھی، شہد، مسالے اور ہاتھ کی بنی ہوئی چیزیں لاتے ہیں اور انہیں سعودی عرب میں فروخت کر کے اپنا خرچ نکالتے ہیں۔ حج کے لئے دی گئی درخواستوں پہ کارروائی کابلے (کمیون) کی ذمہ داری ہے۔ اگر وہ کلیئرنس نہ دے تو درخواست بھی فائل کر لی جاتی ہے۔ جو شخص حج کے لئے جانا چاہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے پاس غیر ممالک سے کسی دوست یا رشتہ دار کا بھیجا ہوا ایک سو پچاس امریکی ڈالر کا چیک ہو کیونکہ حکومت حج کے لئے کوئی زرمبادلہ منظور نہیں کرتی۔

خوراک کا راشن | روزانہ استعمال کی اکثر اشیاء جیسے گندم کا آٹا، چینی، چنے، چائے، ٹیشو پیپر، سٹیشنری کا سامان اور پٹرول وغیرہ راشن سے ملتی ہیں۔ چنانچہ روٹی لینے کے لئے دکان کے سامنے قطار لگانی پڑتی ہے ہر پانچ سو آدمیوں کے لئے ایک کابلے (کمیون) ہے جو ہر کنبے کے افراد کی تعداد، عمروں، پیشوں، گھریلو ملازموں کی تعداد اور ٹیلیفون نمبروں وغیرہ کا ریکارڈ رکھتا ہے۔ تمام بڑے بڑے کاروبار قومیا لئے گئے ہیں۔ اور ملک کی تمام زمین کو "سرکاری جائیداد" قرار دے دیا گیا ہے۔ کسان کوآپریٹو اداروں کے تحت کام کرتے ہیں۔ اور پیداوار میں سے ایک خاص شرح سے اپنا حصہ وصول کرتے ہیں۔ طلبہ کو مارکسزم، لینن ازم اور اشتراکیت کا فلسفہ جبری طور پر پڑھایا جاتا ہے۔ ہفتے میں کم از کم ایک دن انہیں بعد دوپہر کھیلوں کی میٹنگ میں حاضر ہونا پڑتا ہے۔

---

[۱] عدیس ابابا میں چار جامع مساجد اور آٹھ چھوٹی چھوٹی مسجدیں ہیں۔ جمعہ کے اجتماع میں مرکزی مسجد نمازیوں سے بھر جاتی ہے۔ اور لوگوں کو سڑک پہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ مسلمانوں کی جانب سے بار بار مطالبہ کے باوجود حکومت نے اب تک مسجد میں کسی قسم کی توسیع کی اجازت نہیں دی۔ دیگر مساجد کی صورت حال بھی اس سے مختلف نہیں۔

ملازمتوں میں مسلمانوں کی عدم نمائندگی

شہری علاقوں میں رہنے والے اکثر مسلمان مزدور پیشہ اور چھوٹے چھوٹے تاجر ہیں جب کہ دیہات میں رہنے والے کسان ہیں۔ یا خانہ بدوش جو مویشی پالتے ہیں بعض مسلمان تاجروں کی صف میں شامل تھے۔ لیکن اب حکومت کی سوشلسٹ پالیسیوں کے باعث ان کا کاروبار تباہ ہو کر رہ گیا ہے۔ سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کی تعداد بمشکل پانچ فی صد ہو گی۔ اور وہ بھی (بعض قابلِ ذکر لوگوں کو مستثنیٰ کرتے ہوئے) صرف نچلی سطح پر۔ ہیلی سلاسی کے دور میں کوئی مسلمان شہری اہل کار پرائمری سکول ہیڈ ماسٹر سے اوپر کا درجہ نہ رکھتا تھا۔ ایتھوپیا کی فوجی جنتا جو ہر درجے کے ایک سو بیس سپاہیوں پر مشتمل ہے۔ اس میں کوئی بھی مسلمان سپاہی نہیں۔ افسوس ہے کہ موجودہ حکومت بھی کسی طرح یہ نہیں چاہتی کہ تمام مذاہب اور تمام لوگوں میں مساوات قائم ہو۔

الغرض ایتھوپیا میں مسلمان اپنی اکثریت کے باوجود، ملکی نظم و نسق کی ہر سطح پر اقتدار سے پہلے بھی محروم تھے اور آج بھی محروم ہیں۔ اگر وہاں کا سیاسی نظام انصاف کے اصولوں پر مبنی ہوتا تو شہری اور فوجی ملازمتوں میں مسلمانوں کا جائز حصہ کم از کم ساٹھ فیصد سے زائد بنتا۔ ایتھوپیا میں بڑے عہدے صرف ایسے مسلمانوں کو ملتے ہیں جو عیسائیت کے حق میں اسلام سے دستبردار ہونے کے لئے تیار ہوں۔ یہ افسوسناک صورت حال شاہ ہیلا سلاسی کے دور سے اب تک چلی آ رہی ہے۔

عالم اسلام کی بے حسی

ایتھوپیا کے مسلمان جن کی تعداد بہرحال زیادہ نہیں۔ اس حقیقت کو بڑی شدت اور افسوس کے ساتھ محسوس کرتے ہیں کہ ان کے بارے میں عالم اسلام کا رویہ انتہائی بے حسی اور بے توجہی کا غماز ہے۔ انہیں شکایت ہے کہ اگرچہ عدیس ابابا میں متعدد مسلمان ممالک کے سفارت خانے موجود ہیں لیکن ایتھوپیا کے مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت، مسائل و مشکلات اور ضروریات سے کسی کو کوئی دلچسپی نہیں۔ ماضی میں وہاں مسلمانوں کے علاقے خشک سالی اور قحط سے شدت کے ساتھ متاثر ہوئے مگر عالم اسلام کی جانب سے کسی قسم کی کوئی امداد موصول نہیں ہوئی۔ ایتھوپیا میں مساجد کی تعمیر کے لئے خطیر رقم کی ضرورت ہے مگر اس سلسلے میں ابھی تک انہیں کوئی امداد نہیں ملی۔ اور وہ خود انتہائی غربت و افلاس کے شکار ہونے کے باعث اپنے خرچ پر تعمیر مساجد جیسا عظیم فریضہ بجا لانے سے قاصر ہیں۔ مسلمانوں کی بین الاقوامی تنظیموں جیسے رابطہ عالم اسلامی مکہ۔ دارالافتاء ریاض۔ ورلڈ اسمبلی آف مسلم یوتھ ریاض۔ اسلامی جمعیت طلبہ کویت۔ مؤتمر عالم اسلامی کراچی۔ اور تمام اسلامی ممالک کی وزارت ہائے اوقاف و امور مذہبی کو مسلمانانِ ایتھوپیا سے عملی دلچسپی لینی چاہئے۔ اور انہیں مساجد اور سکول وغیرہ تعمیر کرنے کے لئے ضروری مالی وسائل فراہم کرنے سے ہرگز دریغ نہ کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ انہیں ہزاروں کی تعداد میں قرآن مجید کے نسخوں، انگریزی اور

عربی زبان میں لکھی ہوئی اسلامی کتابوں یا چھوٹے چھوٹے کتابچوں اور وظائف کی بھی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ مختلف مسلم ممالک کی یونیورسٹیوں میں جاکر دینی اور دنیاوی علوم حاصل کرسکیں۔ اینھوپیا کے مسلمانوں کو یہ بھی شکایت ہے کہ ہر سال ہزاروں عرب مسلمان سیاحت کے لئے اینھوپیا آتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی اسلام کی ترقی یا مسلمانوں کی فلاح وبہبود پر ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کرتا۔ اس سے وہاں اسلام کے بارے میں لوگوں کے تصورات کو شدید نقصان پہنچا ہے کیونکہ وہاں کے غیر مسلم باشندے عرب سیاحوں کے برے طرزِ عمل کو اسلامی تعلیمات کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔

اسلام سے ناواقفیت اور اسے دور کرنے کا طریقہ اگرچہ اینھوپیا کی کل آبادی میں مسلمانوں کی تعداد ۶۵ سے ۷۰ فی صد تک ہے لیکن ۱۰ فیصد لوگ ایسے نکلیں گے جو اسلام کے بارے میں واقفیت رکھتے ہوں باقی لوگ بھی نام کے روایتی مسلمان ہیں۔ مولود شریف اور دوسری تقریبات کے بعد نیند اور تھکاوٹ سے بچنے کے لئے سورنگی یا شاد کا استعمال بڑی عمومیت سے کیا جاتا ہے۔ شاد ایک نشہ آور شے ہے جسے تمباکو کی طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ علماء کو چاہیئے کہ وہ عوام کو اس مضر اثرات سے آگاہ کریں تاکہ وہ اس غیر اسلامی عادت کو ترک کردیں۔ اگر پاکستان۔ بنگلہ دیش۔ بھارت۔ کینیا۔ انگلستان اور دنیا کے دوسرے حصوں کی تبلیغی جماعتیں تواتر کے ساتھ اینھوپیا کا دورہ کرتی رہیں تو اس سے اسلام کی بڑی خدمت ہوگی کیونکہ اس طریقے سے دور دراز علاقوں کے رہنے والے مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم دی جاسکے گی۔

اینھوپیا کے مسلمان انگلستان کی اس تبلیغی جماعت کے راہنمایانہ کام کو بڑے جذبہ اور شکر گذاری کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ جس نے چند سال قبل سب سے پہلے ان کے ملک کا دورہ کیا تھا۔ لیکن اس کے بعد وہاں کی سیاسی صورت حال کے پیش نظر یہ ممکن نہ ہوسکا کہ مزید کوئی تبلیغی جماعت جاتی۔ اگرچہ وہاں ایسی تبلیغی جماعتوں کے بحیثیت سیاح داخلے پر کوئی پابندی نہیں۔ لیکن جو لوگ ان جماعتوں میں شامل ہیں انہیں اتنا حوصلہ مند اور مفاکش ہونا چاہیئے۔ کہ وہ ناسازگار ماحول میں کام کرسکیں۔ انہیں اپنے فرائض احتیاط کے ساتھ پورے کرنے ہوں گے۔ کیونکہ اینھوپیا میں حکام کی جانب سے کسی وسیع پیمانے پر مذہبی سرگرمیوں کی اجازت نہیں۔

اینھوپیا میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا ایک چیلنج ہے اس سلسلے میں ہمیں کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہوسکتا ہے کچھ لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جائے۔ اور کچھ کو اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑیں لیکن دین حق کی اشاعت و تبلیغ کے لئے ہمیں ان تمام مشکلات اور آزمائشوں کا مقابلہ کرنا ہوگا کیونکہ اس کے بغیر یہ فریضہ بحسن وخوبی انجام نہیں دیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے:۔

"اور البتہ ہم آزمائیں گے تم کو تھوڑے سے ڈر اور بھوک سے اور نقصان سے مالوں کے اور جانوں کے اور میووں کے اور خوشخبری دے ان صبر کرنے والوں کو کہ جب پہنچے ان کو کچھ مصیبت تو کہیں ہم تو اللہ ہی کے مال ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں پر عنایتیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہیں سیدھی راہ پر" (سورہ بقرہ ۱۵۵ تا ۱۵۷)

اگر ایتھوپیا کے مسلمانوں کو اسلامی خطوط پر تعلیم و تربیت دی جائے تو اس ملک کے اسلامی ریاست کی شکل اختیار کرنے کے بڑے امکانات موجود ہیں کیونکہ ملک، کی اکثریت مسلمان ہے۔ اور دین سے عقیدت رکھتی ہے جو کسی ملک کے اسلامی ریاست بننے کے لئے ممد و معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ محنت، جذبہ، ایثار اور منصوبہ بندی سے کام کیا جائے اور عالم اسلام کی جانب سے وہاں کے مسلمانوں کو ہر طرح کی امداد دی جائے۔ تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر ملکی معاملات میں اپنا وہ جائز مقام حاصل کر سکیں جس سے وہ اغیار کی چیرہ دستیوں کے باعث ایک عرصے سے محروم چلے آرہے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ فرماتے ہیں:-

"اے ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور بندگی کرو اپنے رب کی اور بھلائی کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو اور محنت کرو اللہ کے واسطے جیسے کہ چاہیئے اس کے واسطے محنت۔ اس نے تم کو پسند کیا اور نہیں رکھی تم پر دین میں کچھ مشکل۔ دین تمہارے باپ ابراہیم کا اسی نے نام رکھا تمہارا مسلمان پہلے سے اور اس قرآن میں تاکہ رسول ہو بتانے والا تم پر اور تم ہو بتانے والے لوگوں پر۔ سو قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور مضبوط پکڑو اللہ کو وہ تمہارا مالک ہے سو خوب مالک ہے اور خوب مددگار" (۲۲: ۷۷، ۷۸)

(یہ رپورٹ محمد سمیع اللہ نے اپنے ان مشاہدات، مطالعات اور محسوسات و ادراکات کی بنیاد پر مرتب کی ہے جو انہیں اپنے دورہ حبشہ (ایتھوپیا) ذیقعدہ ۱۴۰۲ھ مطابق ستمبر ۱۹۸۲ء کے دوران میں حاصل ہوئے ہیں)